اسلام میں حلال و حرام کا تصوّر

شیخ یوسف القرضاوی

(۲)

تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے دوسرا اصول یہ ہے کہ اسلام کسی چیز یا فعل کو حرام یا حلال قرار دینے کا اختیار انسان کو ہرگز نہیں دیتا خواہ دینی یا دنیاوی اعتبار سے وہ انسان کتنے ہی اونچے درجے پر فائز ہو بلکہ وہ یہ اختیار صرف خالق کائنات کے لیے مختص کرتا ہے کسی مولوی، پیر، بادشاہ یا سلطان کو ہرگز کوئی اختیار نہیں کہ وہ کسی چیز کو اللہ کے بندوں پر حرام کر دے ۔ اور اپنے اس فعل کو دین کا ایک حصّہ قرار دے ۔ جس نے ایسا کیا وہ حد سے تجاوز کرے گا اور دینی قانون سازی میں اللہ تعالیٰ کے حق پر دست درازی کرے گا۔ اور جس شخص نے اُن کے اس عمل پر رضامندی کا اظہار کیا اور اُن کی پیروی کی اُس نے انہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھیرایا اور اُس کی اپنے مولویوں، پیروں یا بادشاہوں کی پیروی شرک سمجھی جائے گی۔ سورۂ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۔ (شوریٰ: ۲۰)

کیا ان لوگوں نے کچھ ایسے شریک خُدا بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ نے اِذن نہیں دیا۔

قرآن مجید نے اُن اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مذمّت کی ہے جنہوں نے حلال و حرام کا اختیار اپنے علماء اور پادریوں کو دے دیا تھا۔ سورۂ توبہ میں خداوندِ عالم فرماتا ہے :

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ اُن کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا،

سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ (توبہ: ۳۱) وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ پاک ہے وہ اُن مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں ۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو مسلمان ہونے سے پہلے نصرانی تھے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ، جب انہوں نے حضورؐ کی زبان وحی ترجمان سے مذکورہ آیت سنی تو کہنے لگے " اے اللہ کے رسولؐ! وہ (نصاریٰ) اُن (علماء اور پادریوں) کی عبادت تو نہیں کرتے " آپؐ نے فرمایا " کرتے ہیں " جب وہ اُن پر کسی حلال چیز کو حرام کرتے ہیں اور حرام کو حلال کرتے ہیں تو وہ ان کی پیروی کرتے ہیں ۔ یہی تو اُن کی عبادت کرنا ہے " اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا " جہاں تک نصاریٰ و یہود کا تعلق ہے تو وہ اُن کی (علماء اور پادریوں کی) بندگی تو نہیں کرتے تھے ۔ مگر جب وہ کسی چیز کو ان کے لیے حلال قرار دیتے تھے تو وہ اُسے حلال سمجھتے تھے اور جب وہ کسی چیز کو حرام کہہ دیتے تھے تو وہ بھی اُسے حرام کہتے تھے ۔

عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر جاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو یہ اختیار دے گئے تھے کہ وہ جس چیز کو چاہیں حرام اور جسے چاہیں حلال قرار دے دیں ۔ چنانچہ متی کی انجیل میں لکھا ہے " میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا[1]"

اسی طرح قرآن مجید میں اُن مشرکین کی بھی مذمت کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کا اختیار ملے بغیر بعض افعال و اشیاء کو حلال یا حرام ٹھیراتے ہیں ۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے :

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۔ (یونس: ۵۹)

اے نبیؐ! ان سے کہو ، تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لیے اُتارا تھا اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھیرا لیا ۔ ان سے پوچھو اللہ نے تم کو اس کی اجازت دی تھی یا تم نے خود ہی اللہ پر افتراء کیا ہے ؟

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ : اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ

[1] متی ، ۱۸ : ۱۸ ۔

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭاِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۔ (النحل : ۱۱۶)

چیز حلال ہے اور وہ حرام۔ تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو۔ جو لوگ اللہ پر افترا باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پایا کرتے۔

ان واضح اور بیّن آیات و احادیث سے فقہائے اسلام نے یقینی طور پر یہ سمجھا ہے کہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے۔ یعنی کتاب و سنّت میں اُسے حلال یا حرام قرار دیا گیا ہو اور فقیہانِ اسلام کا کام اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا کہ وہ حلال و حرام کے بارے میں احکام خداوندی بتائیں۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (اللہ نے جن چیزوں کو تم پر حرام کر دیا ہے اُن کی تفصیل اُس نے تمہیں بتا دی ہے)[۱] اور ان کا یہ کام ہرگز نہیں تھا کہ وہ جائز و ناجائز کے بارے لوگوں کے لیے شریعت سازی کریں۔ اور امامت و اجتہاد کے مقام پر فائز ہونے کے باوجود وہ فتویٰ دینے سے گریز کرتے تھے اور فتویٰ پوچھنے والے سے یہ کہہ دیتے تھے کہ آپ فلاں امام کی طرف رجوع کریں جو علم و فضل میں ہم سے بڑے ہیں۔ وہ اس لیے ایسا کرتے تھے مبادا وہ نادانستہ طور پر کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام ٹھیرا دیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاُمّ[۲] میں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد قاضی ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ "میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے بڑے بڑے اہل علم سوائے اُن چیزوں کے کہ جو کتاب اللہ میں واضح طور پر حلال یا حرام کر دی گئی ہیں، کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق فتویٰ دینے سے ہمیشہ گریز کرتے تھے۔ ابن سائب نے ربیع بن خثیم جو تابعین میں بڑے فاضل شخص تھے، سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا "خبردار! کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ فلاں چیز اللہ نے حلال کی ہے یا اسے پسند کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ قیامت کے روز اُس سے کہے "میں نے تو اس چیز کو حلال کیا تھا نہ پسند۔ اور کوئی شخص یہ بھی ہرگز نہ کہے کہ اللہ نے فلاں چیز کو حرام کر دیا ہے مبادا خداوند ذوالجلال قیامت کے دن اس سے کہے تو جھوٹ کہتا تھا، میں نے تو اس چیز کو حرام کیا تھا نہ اس سے منع کیا تھا۔"

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جو کوفہ میں کبار فقہائے تابعین میں سے تھے، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے علماء و آئمہ جب کسی چیز کے بارے میں فتویٰ دیتے یا اس سے منع کرتے تھے تو اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے تھے کہ یہ مکروہ ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ کہنا کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام ہے ہمارے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔"

---

[۱] سورۃ الانعام، ۱۱۹ [۲] الاُمّ، ج ۷، ص ۳۱۷

ابن مفلح سے روایت ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "سلف صالحین صرف اُسی چیز پر حرام کا اطلاق کرتے تھے جس کا حرام ہونا قطعی طور پر معلوم ہوتا تھا[1]"۔ امام احمدؒ ابن حنبل جیسے امام عالی مقام سے جب کسی امر کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ ہمیشہ اس قسم کے الفاظ فرماتے "میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں یا میں اسے پسند نہیں کرتا یا مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور دیگر آئمہ کبار رحمہم اللہ سے بھی اس قسم کی روایات مروی ہیں[2]۔

تحریمِ حلال شرک کے قریب ہے | یوں تو اسلام نے اُن سب لوگوں کی مذمت کی ہے جو تحلیل و تحریم کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ مگر اُن لوگوں کی پُر زور اور شدید تر الفاظ میں مذمت کی ہے جو حلال و حرام کا فتویٰ دینے میں بڑے متشدد ہیں اور محض اپنے ذاتی میلاناتِ طبع سے مجبور ہو کر خواہ اُن افعال و اشیاء میں بنی نوعِ انسان کے لیے تنگی پیدا کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے وسعت و فراخی رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی اور تشدد کے رجحان کو بڑی سختی سے روکا ہے اور متشدد لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے اُن کی ہلاکت و تباہی کی خبر دی ہے چنانچہ صحیح مسلم اور ابوداؤد میں ارشادِ نبوی ہے کہ الاھلک المتنطعون، الا ھلک المتنطعون، الا ھلک المتنطعون: (خبردار متشدد لوگ ہلاک ہو گئے، متشدد لوگ ہلاک ہو گئے، متشدد لوگ ہلاک ہو گئے)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کے متعلق اعلان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ مجھے نرم اور کریمانہ حنیفیت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ و توحید میں مکمل یکسوئی اور کاروبارِ زندگی اور شریعت سازی میں نرم اور کریمانہ طرزِ عمل ان دونوں باتوں کی ضد شرک اور تحریمِ حلال (حلال چیز کو حرام کر دینا) ہیں اور یہ دونوں باتیں وہی ہیں جن کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روایت میں کیا جو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں نے اپنے بندوں کو یکسو پیدا کیا اور ان کے پاس شیطان آتے اور انہیں دین سے برگشتہ کیا، اُن پر حلال چیزوں کو حرام کر دیا اور انہوں نے میرے ساتھ

---

[1] اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سورۂ بقرہ کی آیت (یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) کے نازل ہونے کے بعد شراب سے کلی طور پر اجتناب نہیں کیا کیونکہ اس میں شراب کا حرام ہونا قطعی نہیں تھا حتیٰ کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

[2] وہ لوگ جو بلا دلیل بے سوچے سمجھے فوراً کسی چیز پر حرام کا لفظ بول دیتے ہیں۔ وہ ان ماموں کے کردار کو سامنے رکھ کر اپنے کردار کا جائزہ لیں

کو حکم دیا کہ اُس چیز کو میرا شریک ٹھیرائیں جس کی مَیں نے کوئی سند نہیں اُتاری"۔

تحریم حلال شرک کے قریب ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے مشرکینِ عرب کی اُن کے شرک، بتوں اور مال مویشی کی مختلف اقسام سے پاکیزہ چیزوں کو اپنے اُوپر حرام کرنے کے بارے میں بڑی پُرزور مذمّت کی ہے جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور ان کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی تحریم اُن کا ایسا ہی ایک فعل تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جو اونٹنی پانچ دفعہ بچے جن چکی ہو اور آخری بار اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہوا ہو، اس کا کان چیر کر اُسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا پھر نہ کوئی اُس پر سوار ہوتا نہ اُس کا دُودھ پیا جاتا نہ اُسے ذبح کیا جاتا نہ اس کا اُون اُتارا جاتا اور اُسے حق تھا کہ جس کھیت اور جس چراگاہ میں چاہے چرے اور جس گھاٹ سے چاہے پانی پیے اُسے بحیرہ یعنی چِرے ہوئے کان والی کہتے تھے۔ اور جس اونٹ یا اونٹنی کو کسی منّت کے پُورا ہونے یا کسی بیماری سے شفا پانے یا کسی خطرے سے بچ جانے پر بطور شکرانہ کے پُن کر دیا گیا ہو اُسے سائبہ یعنی چھوڑی ہوئی کہتے تھے۔ اگر کوئی بکری پہلی بار مادہ جنتی تو اُسے اپنے لیے رکھ لیا جاتا اور اگر نر جنتی تو اُسے خداؤں کے نام ذبح کر دیا جاتا۔ لیکن اگر نر اور مادہ ایک ساتھ پیدا ہوتے تو نر کو ذبح کرنے کے بجائے یُوں ہی خداؤں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور اُسے وصیلہ کہتے تھے۔ اگر کسی اونٹ کا پوتا سواری دینے کے قابل ہو جاتا تو اس بُوڑھے اُونٹ کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا نہ اس پر کوئی سوار ہوتا تھا اور نہ اُس پر کوئی بوجھ لادا جاتا تھا اُسے حام کہتے تھے۔

قرآن مجید نے اُن کے اس خود ساختہ تحریم حلال جیسے فعلِ بد کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اُن کے لیے اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ وہ اس گمراہی و ضلالت میں اپنے آبا و اجداد کی تقلید کرتے رہیں:-

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ، وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔

(مائدہ، ۱۰۳، ۱۰۴)

اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسے وہمیات کو مان رہے ہیں)، اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قانون کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ پیغمبر کی طرف تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا یہ

باپ دادا ہی کی تقلید کیے جائیں گے خواہ وہ کچھ نہ جانتے ہوں اور صحیح راستے کی انہیں خبر ہی نہ ہو؟

اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری میں سے جن چوپایوں کو مشرکین مکہ حرام سمجھتے تھے۔ سورۃ انعام میں ان پر مفصل بحث موجود ہے۔ قرآن کا اسلوبِ گفتگو اگرچہ طنزیہ ہے مگر بے حد مسکت اور دندان شکن۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ ؟ (الانعام: ۱۴۳، ۱۴۴)

یہ آٹھ نر و مادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمدؐ! ان سے پوچھو کہ اللہ نے اُن کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں، ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے، پوچھو ان کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ؟

سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے حلال کو حرام کرنے والوں کی مذمت اور محرمات دائمی (ہمیشہ کے لیے حرام شدہ چیزوں) کے اصول واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (اعراف: ۳۲، ۳۳)

اے محمدؐ! ان سے پوچھو کہ لباس جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے زیب و زینت اور کھانے کی جو پاکیزہ چیزیں پیدا کی ہیں انہیں حرام کس نے کر دیا؟ کہہ دو کہ اللہ نے تو حرام کی ہیں بے حیائی کی باتیں ظاہر ہو یا پوشیدہ اور گناہ کے کام اور ناحق ظلم اور اس کو اللہ کا شریک ٹھیرانا جس کے لیے اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور تم اللہ پر وہ بہتان باندھو جس کا تمہیں علم نہیں۔

مکی سورتوں میں اس قسم کے مناقشات اور مباحثوں کا مطلب ہمیشہ یہی تھا کہ موضوع زیر بحث کے مطابق عقیدۂ توحید اور آخرت کا تصور لوگوں کے دلوں میں راسخ کیا جائے۔ مگر مدینہ میں مسلمانوں کے اندر بعض ایسے افراد پیدا ہو گئے جو تشدد، سختی کی طرف مائل تھے اور اپنے اوپر حلال اور پاکیزہ چیزوں کو حرام

کرنے کا ارتکاب کر رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ محکم آیات نازل فرمائیں جو ان لوگوں کو حدودِ الٰہی سے تجاوز کرنے سے روکیں اور راہِ راست کی طرف لوٹا لائیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۔
(مائدہ ۸۷، ۸۸)

اے ایمان والو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کر لو، اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ کو زیادتی کرنے والے ناپسند ہیں۔ جو کچھ حلال و طیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ پیو اور اس خدا کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

تحریمِ اشیاء خبث و ضرر کے تابع ہے یہ صرف اُسی ذاتِ بے ہمتا کا حق ہے جو خالقِ کائنات ہے اور انسان کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمانے والی ہے کہ لوگوں کے لیے جس چیز کو چاہے حلال کرے اور جسے چاہے حرام قرار دے جیسا کہ یہ اس کا حق ہے کہ بندگی کے جن طریقوں اور پابندیوں کو وہ چاہے اپنے بندوں کو ان کا پابند کر دے اور کسی کی یہ مجال نہیں کہ وہ اُن طریقوں اور پابندیوں پر اعتراض کرے اور خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہو، یہ اُن کے لیے اس کی ربوبیت کا اور اس کے لیے اُن کی عبودیت کا حق ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے تقاضے کے تحت چیزوں کو حلال یا حرام کرتے ہوئے معقول وجوہات کی بنا پر خود بندوں کی بہتری اور بھلائی کو مدِنظر رکھا ہے اور صرف پاکیزہ چیزوں کو حلال اور پلید چیزوں کو حرام کیا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر بعض پاکیزہ چیزوں کو بھی حرام کر دیا تھا۔ مگر وہ انہیں اس بات کی سزا تھی جو اللہ نے انہیں اُن سرکشی اور حدود اللہ کی خلاف ورزی کی بنا پر دی تھی جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ (انعام: ۱۴۵)

اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ان پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے۔ اور گائے اور بکری کی چربی بھی بجز اس کے جو اُن کی پیٹھ یا اُن کی آنتوں سے لگی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی رہ جائے۔ یہ ہم نے اُن کی سرکشی کی سزا انہیں دی تھی۔ اور یہ جو کچھ ہم

کہہ رہے ہیں۔ بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔

یہودیوں کی سرکشی اور احکامِ خداوندی سے بغاوت کی کیا کیا صورتیں تھیں انہیں قرآنِ مجید کی ایک دوسری سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ۔ (النساء ۴: ۱۶۰-۱۶۱)

غرض ان یہودی بن جانے والوں کے اسی ظالمانہ رویہ کی بنا پر اور اس بنا پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور سُود لیتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے اُن کے لیے حلال تھیں۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہمہ گیر اور زندہ و پائندہ دین دے کر مبعوث فرمایا تو اُس نے بنی نوع انسان پر اپنی رحمت و رأفت کا اظہار یُوں فرمایا کہ جو چیزیں ایک سرکش اور بقول تورات ضدی قوم کو وقتی طور پر سزا دینے کے لیے حرام کی گئی تھیں اُن پر سے "حرام" کی پابندی کو اٹھا لیا گیا۔ اور قرآن مجید نے ذکر کیا ہے کہ اہلِ کتاب کے نزدیک رسالتِ محمدیؐ کی نشانی یہ ہے کہ وہ

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (اعراف: ۱۵۷)

اس نبی امیؐ کا ذکر اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور اُن پر سے وہ بوجھ اُتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مذہبِ اسلام میں گناہوں اور خطاؤں کو معاف کرنے کے لیے پاک چیزوں کو گناہ گاروں اور خطاکاروں پر حرام فرمانے کے بجائے کچھ اور چیزیں مقرر کی ہیں یعنی توبۃ النصوح (سچی توبہ)، جو گناہ کو اس طرح مٹا دیتی ہے جیسے پانی میل کو۔ وہ نیکیاں جو بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، صدقات و خیرات جو گناہوں اور خطاؤں کو اس طرح ٹھنڈا کر دیتے ہیں جیسے پانی آگ کو۔ اور راہِ خدا میں اُٹھائی جانے والی تکالیف و مصائب سے خطائیں تو اس طرح منتشر ہو جاتی ہیں جیسے پت جھڑ میں درختوں کے خشک پتے۔

اس طرح اسلام میں یہ بات مشہور و معروف ہے کہ تحریم اشیاء خُبث و ضرر کے تابع ہے یعنی جس چیز کا

نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہو وہ حرام اور جس کا نفع نقصان سے زیادہ ہو وہ حلال ہے۔ قرآن مجید نے شراب اور جوئے کا ذکر کرتے ہوئے اس اصول کی یوں صراحت کی:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔ (بقرہ: ۲۱۹)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا نقصان ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

اگر کوئی یہ پوچھے کہ اسلام میں کون کونسی اشیاء حلال ہیں؟ تو اس سوال کا سب سے صریح و بلیغ جواب یہ ہے کہ "پاک چیزیں" یعنی وہ چیزیں جنہیں اعتدال پسند طبیعتیں پسند کریں اور جنہیں لوگ عادتاً نہیں بلکہ فطرۃً استحسان کی نظر سے دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ۔ (مائدہ: ۴)

لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے کہو تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔

اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ (مائدہ: ۵)

آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں

یہ ضروری نہیں ہر مسلمان اس خبث (ناپاکی) یا نقصان سے پوری طرح آگاہ ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز حرام کی ہو، ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان کی نظر سے وہ خبث وضرر اوجھل ہو اور دوسرے پر بالکل ظاہر وعیاں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کا خبث وضرر ایک زمانے میں بالکل نامعلوم و غیر منکشف ہو مگر آئندہ زمانے میں وہ عیاں راچہ بیاں ہو جائے۔ لہٰذا ہر مومن پر یہ فرض ہے کہ وہ ہمیشہ خدا اور رسول کے حکم پر یہی کہے سمعنا و اطعنا (ہم نے سن لیا اور مان لیا)

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے سور کا گوشت حرام کیا اور مسلمانوں کو سوائے اس کے کہ وہ گندا ہے کوئی وجہ اس کے حرام کیے جانے کی معلوم نہیں تھی۔ پھر زمانہ ترقی کر گیا تو سائنس نے اس کے اندر مہلک کیڑوں اور جراثیم کے وجود کا انکشاف کیا۔ اور اگر سائنس سور میں کسی نقصان دہ چیز کا انکشاف نہ بھی کرتی یا کیڑوں اور جراثیم سے بھی بڑھ کر کسی ضرر رساں چیز کا انکشاف کرتی تو بھی مسلمان اپنے اسی عقیدے پر قائم رہے گا کہ سور پلید اور ناپاک ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین جگہوں پر بول و براز سے بچو: گھاٹ، راہ گزر کے وسط،

اور کسی سایہ دار جگہ میں۔[1] قرونِ اولیٰ میں لوگ صرف یہی جانتے تھے کہ ان جگہوں پر بول و براز گندا کام ہے جس سے ذوقِ سلیم ابا کرتا ہے اور جو عام آدابِ معاشرت کے خلاف ہے۔ پھر جب سائنسی ترقی ہوئی تو ہمیں معلوم ہوا کہ ان تینوں جگہوں پر بول و براز کرنا صحتِ عامہ کے لیے خطرناک ترین بات ہے اور اس سے مختلف متعدی امراض پھیلتے ہیں۔

جب سائنس کی شعاعیں دُور دُور تک پھیل گئیں اور کشف و تحقیق کا دائرہ وسیع ہو گیا تو حلال و حرام کے سلسلے میں اسلام کی خوبیاں واضح ہونے لگیں اور اپنی جملہ قانون سازیوں میں اس کے اوصاف ظاہر ہونے لگے۔ اور کیوں نہ ہوتے کیونکہ یہ قانون سازی کرنے والی وہ ذات ہے جو علم والی، حکمت والی اور اپنے بندوں پر رحم کرنے والی ہے۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح ولو شاء اللہ لاعنتکم ان اللہ عزیز حکیم[1]۔ برائی کرنے والے اور بھلائی کرنے والے دونوں کا حال اللہ پر روشن ہے اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تم پر سختی کرتا مگر وہ صاحبِ اختیار ہونے کے ساتھ صاحبِ حکمت بھی ہے۔

حلال حرام سے بے نیاز کر دیتا ہے

اسلام نے لوگوں کے لیے جو آسانیاں پیدا کی ہیں اُن میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو کچھ بھی حرام کیا گیا ہے۔ اُس کے بدلے میں ایسی بہتر چیز حلال کی ہے جو حرام شدہ چیز کی کمی کو پُورا کر کے اُس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[2]:

اسلام میں پانسوں کے ذریعے قسمت معلوم کرنے کو حرام قرار دیا گیا اور اس کے بجائے دعائے استخارہ رکھی ہے۔

سُود کو حرام کر کے نفع بخش تجارت کو حلال کیا ہے۔

قماربازی کو حرام قرار دے کر گھوڑ دوڑ، اونٹ دوڑ اور تیر اندازی میں شود مند مسابقت کے ذریعے مال کمانا دین میں جائز رکھا گیا ہے۔[3]

ریشم کو حرام فرما کر اُون، سُوت اور کتان کے مختلف قسموں کے ملبوساتِ فاخرہ کو حلال فرمایا ہے۔

زنا اور عملِ قومِ لُوط کو حرام قرار دے کر جائز طریقے سے نکاح کر کے ازدواجی زندگی گزارنے کو حلال کیا ہے۔

نشیات کو حرام کیا ہے تو اس کے بجائے دوسرے لذیذ مشروبات حلال کیے ہیں جو روح و بدن کے لیے

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۲۰ [2] روضۃ المحبین ص۱۰، اعلام الموقعین ج ۲ ص۱۱۱ [3] اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے دو گھوڑے دوڑائے جائیں پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک تیسرا گھوڑا دوڑایا جائے جو اگر پہلے دونوں سے آگے نکل جائے تو اس کا مالک انعام کا مستحق قرار دیا جائے۔

مفید ہیں۔

بہت سی ناپاک اشیائے خوردنی کو حرام کر کے بہت سی پاک اشیائے خوردنی کو حلال کیا ہے۔

اگر ہم جملہ احکامِ اسلام کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اگر ایک طرف اپنے بندوں کے لیے کچھ تنگی پیدا کی تو دوسری طرف اس طرح کی کوئی وسعت و فراخی بھی رکھی ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کو دشواری، تنگی اور تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ ان کے لیے آسانی، بھلائی، رشد و ہدایت اور رحمت و غفران کی راہیں کھولنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ - وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا -

(النساء ۲۶: ۲۸)

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اُن طریقوں کو واضح کریں انہی طریقوں پر تمہیں جن کی پیروی تم سے پہلے گزرے ہوئے صلحاء کرتے تھے۔ وہ اپنی رحمت کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ علیم بھی ہے اور دانا بھی۔ ہاں اللہ تو تم پر رحمت کے ساتھ توجہ کرنا چاہتا ہے مگر جو لوگ خود اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہِ راست سے ہٹ کر دُور نکل جاؤ اور منشائے الٰہی تم پر تخفیف کرنا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

جو چیز حرام کی طرف لے جائے وہ بھی حرام ہے

حلال و حرام کے سلسلے میں اسلام کے مقرر کردہ اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب ایک چیز کو حرام کیا گیا ہے تو اس کی طرف لے جانے والے سارے وسائل و ذرائع کو بھی حرام کیا گیا ہے۔ مثلاً جب زنا کو حرام کیا گیا تو اس کے محرکات و مُہیجات یعنی تبرّج جاہلیت، گناہ پر آمادہ کرنے والی خلوت، خواہ مخواہ کا میل جول، عریاں تصاویر، ننگا ادب اور فحش گانے وغیرہ کو بھی قطعی طور پر حرام کر دیا گیا ہے۔

اسی سے فقہائے اسلام نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ "جو چیز حرام کی طرف لے جائے وہ بھی حرام ہے"۔

اسی سے ملتا جلتا ایک اصول اسلام نے یہ بھی مقرر کیا ہے کہ کسی حرام فعل کا گناہ صرف اس کا براہِ راست ارتکاب کرنے والے تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس کا دائرۂ اثر اس سے کچھ وسیع ہوتا ہے اور اس میں ہر وہ شخص بھی آجاتا ہے جس نے کسی لحاظ سے بھی اُس حرام فعل کے ارتکاب میں حصّہ لیا ہو۔ اور ہر شخص کو اس فعل میں

اُس کی شرکت کے مطابق گناہ ہوگا جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے جس میں شراب کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے، کشید کرنے والے، اُسے اُٹھانے والے اور وہ شخص جس کی طرف اُسے اُٹھا کر لے جایا جائے اور اس کی کمائی کھانے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز سُود کا ذکر کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُود کھانے والے، سُود دینے والے، سُودی معاملات میں لکھنے لکھانے کا کام کرنے والے سُودی لین دین میں گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی۔

پس ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جو حرام میں ممد و معاون ہو وہ بھی حرام ہے اور ہر وہ شخص جو حرام کے ارتکاب میں معاون ہو اُسے بھی ارتکابِ حرام کے گناہ میں شریک سمجھا جائے گا۔

ارتکابِ حرام میں حیلہ سازی بھی حرام ہے جس طرح اسلام میں وہ سارے ظاہری وسائل و محرکات حرام ہیں جو ارتکابِ حرام میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ اسی طرح ارتکابِ حرام میں خفیہ وسائل اور شیطانی حیلوں سے کام لینا بھی حرام اور ناجائز ہے۔ یہودیوں کی اس بات پر پُرزور مذمت کی گئی ہے کہ انہوں نے مختلف حیلہ سازیوں سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال و مباح ٹھیرا لیا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم اُن باتوں کے مرتکب نہ ہو جن کا ارتکاب یہودیوں نے کیا تھا اور مختلف حیلوں بہانوں سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال و مباح ٹھیرا لیا تھا[۱]۔ مثلاً اللہ تعالیٰ یہودیوں پر ہفتہ کے روز مچھلیوں کا شکار حرام کیا تو انہوں نے اس حرام کے ارتکاب کے لیے یوں حیلہ سازی کی کہ انہوں نے جمعے کے روز گڑھے کھود دیئے تاکہ ہفتے کے روز مچھلیاں اُن میں جمع ہو جائیں اور اتوار کو انہوں نے وہ مچھلیاں پکڑ لیں۔ حیلہ سازوں کے نزدیک تو یہ بات یقیناً جائز ہوگی مگر فقہائے اسلام کے نزدیک بالکل حرام ہے کیونکہ مچھلیوں کے شکار سے روکنے کا مطلب یہ تھا کہ براہِ راست یا بالواسطہ کسی طریقے سے بھی اُن کا شکار نہ کیا جائے۔

بدترین حیلوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی حرام چیز کا نام اور شکل و صورت تو بدل دی جائے مگر اُس کی حقیقت و اصلیت وہی رہے۔ اور بلاشبہ نام بدلنے کا کوئی معنی نہیں جب کہ مسمّٰی وہی ہے اور ظاہری شکل و صورت تبدیل کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب کہ حقیقت و اصلیت وہی رہے۔ لوگ اگر سُود جیسے ناپاک مال کو کھانے کے لیے مختلف حیلوں بہانوں سے اُس کی کئی شکلیں ایجاد کر لیں اور شراب نوشی جائز و مُباح کرنے کے لیے اس کے کئی اور نام رکھ لیں تو اس سے سُود اور شراب نوشی میں گناہ ہے وہ لازمی طور پر باقی رہے گا۔ حدیث میں وارد ہے کہ میری اُمّت میں سے ایک گروہ ایسا ہوگا جو شراب کے

[۱] اغاثۃ اللھفان ج ۱ ص ۳۰۸ پر علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو عبداللہ بن بطہ نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی طرح ترمذی نے صحیح کہا ہے۔